Fikr-o-Nasar (Islamabad) 11:12 (1974)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

رسالہ فکر و نظر کی گیارھویں جلد کا یہ بارھواں شمارہ ہے ، اس شمارے کے ساتھ رسالہ کی گیارھویں جلد مکمل ہوتی ہے ۔ آیندہ شمارہ انشاءاللہ بارھویں جلد کا پہلا شمارہ ہوگا ۔

گیارہ سال کی مدت کتنی طویل مدت ہوتی ہے ۔ اس دوران میں ہم پر کیا گزری اور ساری دنیا میں کیا کیا ہوا ۔ اگر اس کا جائزہ لیا جائے تو شاید ایک دفتر تیار ہوجائے ۔ بچے جوان ہوگئے ، جوان بڑھاپے کی حدود میں جا پہنچے ، کتنے ہی نئے ارکان اس بزم ہستی میں آکر شریک ہوئے اور کتنوں نے اس محفل کو چھوڑ کر دوسری دنیا میں قدم رکھا ، یہی ہوتا رہا ، ہمیشہ سے یہی ہوتا رہا ہے ۔ اور قیامت تک یہی ہوتا رہے گا ۔ اس اثناء میں چار ہزار اٹھارہ بار صبح نے اپنا چہرہ دکھایا اور شام نے سیاہ پردے ڈالے ۔ ہر روز جب مشرق سے آفتاب برآمد ہوا نئے نئے مسائل لے کر نکلا اور جب رات نے اپنی زلف سیاہ پھیلائی نئی نئی الجھنیں پیدا کر گئی ۔ لیکن یہ سب آنی جانی باتیں تھیں ۔ آتی رہیں اور جاتی رہیں ۔ اور سچ یہی ہے کہ ع

یہ دنیا رام کہانی ہے
باقی ہے ذات خدا بابا

انسان کے لئے سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس طویل مدت میں اس نے کیا کھویا اور کیا پایا ۔ کھویا تو سب کو نظر ہی آتا ہے ۔ عمر کھوئی ، زندگی گزری اور اپنی سب سے قیمتی چیز یعنی زمین پر اپنی زندگی کے دن

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad.
http://iri.iiu.edu.pk/

کھوئے۔ لیکن ہمیں یہ بھی تو کبھی سوچنا چاہیئے کہ اس قیمتی اور انمول متاع کے مقابلہ میں حاصل کیا کیا۔ مستقبل کی کوئی بات یقینی ہو یا نہ ہو، لیکن موت تو بہر حال یقینی ہے۔ اس سے کسے انکار ہوسکتا ہے۔ کیا صرف یہی ایک یقین انسانی زندگی کو سنوارنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ کافی اور بالکل کافی ہے۔ خواب غفلت سے چونکانے کے لئے کافی ہے، مصروف عمل کرنے کے لئے کافی ہے۔ برائیوں سے بچانے کے لئے کافی ہے اور نیکیوں کی طرف مائل کرنے کے لئے کافی ہے۔

و کفی بالموت واعظاً

(نصیحت کرنے کے لئے موت ہی کافی ہے) یہ قول ہے حضرت امیرالمومنین فاروق اعظم کا۔ ان کا، جن کی زندگی سراپا یقین و عمل تھی۔ جن کا وقت کبھی بیکاری میں نہیں گذرتا تھا اور جن کے کارناموں سے تاریخ عالم کے اوراق منور ہیں، جن کی راتیں عبادت میں اور جن کے دن انتظام خشک و تر میں بسر ہوتے تھے۔ گیارہ سال سے بھی کم مدت میں انھوں نے اتنا کام کیا کہ نوع انسانی نے گیارہ سو سال میں بھی نہیں کیا۔ دشمن اس زمانہ میں بھی تھے۔ اور نسبتہً اتنے ہی قوی تھے۔ جتنے آج ہمارے دشمن قوی ہیں، لیکن ان پر مایوسی اور قنوطیت کا کوئی لمحہ نہ آتا تھا۔ اور کبھی مایوس نہ ہوئے۔

آج ہمارا کیا حال ہے۔

ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہیں

آخر! ہمیں کیا ہوگیا ہے۔ ہر فرد مسلمان کو سوچنا چاہیئے، مردوں کو سوچنا چاہیئے، عورتوں کو سوچنا چاہیئے، جوانوں کو سوچنا چاہیئے اور بوڑھوں کو، سب کو سوچنا چاہیئے، اور پوری توجہ کے ساتھ سوچنا چاہیئے اور نہ صرف سوچنا چاہیئے، بلکہ اس صورت حال کو بدلنے کے لئے عمل کرنا چاہیئے، ایک دھن اور ایک لگن پیدا کرنا چاہیئے۔ اور یہ حقیقت سامنے رکھنی چاہیئے کہ۔

لن يصلح آخر هذه الامة الابما صلح به اولها

(اس امت مسلمه کا دوسرا دور بھی صرف اسی طریقه سے درست هوسکتا ہے جس طریقه سے اس کا پہلا دور درست هوا تھا) یقین کامل اور عمل مسلسل هی افراد کی زندگی کو بہتر بناتے هیں اور یہی قوموں اور امتوں کی تقدیر کو بدل سکتے هیں ۔ ورنه خداوند تعالیٰ کی طرف سے انعام واکرام کا راسته بند نہیں هوگیا ہے ع

آج بھی هو جو براهیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

— — — —

عہد حاضر کی سب سے اهم پیداوار شک اور بے یقینی ہے ۔ سند یافته جاهلوں کی ایک بڑی جماعت هر ملک میں اس کام پر لگا دی گئی ہے که وه دلوں میں شک اور بے یقینی کی کیفیت پیدا کرے ۔ علمی تحقیقات کا نام دے کر اور خوبصورت عبارتوں میں ایسی باتیں پیش کیا کرے جو لوگوں میں شک اور بے یقینی کی کیفیت پیدا کردے ۔ اس کا نتیجه یه نکلا که ع

بے عمل تھے هی جواں دین سے بدظن بھی هوئے

ظاهر ہے که انسان کا کوئی ارادی عمل هو نہیں سکتا جب تک که اس کے پیچھے علم و یقین کارفرما نه هو، اس لئے ان لوگوں کے سامنے جو یه چاهتے هیں که ساری دنیا کے انسان ان کے غلام بن کر رهیں، اور ساری دنیا کے قدرتی وسائل میں ان هی کی رائے سے تصرف هو، بے یقینی پیدا کرنے کی مهم سب سے اولین اور سب سے اهم مهم ہے ۔ اور وه اس کے لئے هزاروں سندیافته جاهلوں سے طرح طرح کی ترغیب کے ذریعه کام لے رهے هیں ۔ انهیں هر مناسب جگه پر متعین کیا گیا ہے اور ان سے شطرنج کے مہروں کی طرح

کام لیا جارہا ہے۔ عرب میں بھی کام لیاجارہا ہے اور عجم میں بھی، مشرق میں بھی کام لیا جارہا ہے اور مغرب میں بھی۔ ملک کا سیاسی نظام کچھ بھی ہو یہ مہم ہر جگہ جاری ہے۔

اس درد کا مداوا صرف اسی طرح ممکن ہے کہ ہم تعلیم کا رخ بدل دیں اور تحقیق کا انداز دوسرا اختیار کریں، کیا ہم ایسا کریں گے؟ یہ ایک سوال ہے اور بڑا ہی اہم سوال، اس کا جواب انہیں سوچنا چاہیئے جن کے بچے دین سے بدظن کئے جارہے ہیں، انہیں سوچنا چاہیئے جو کاہلی اور بےکاری میں بیٹھے ہوئے کہتے ہیں کہ ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا۔ اور انہیں سوچنا چاہیئے جنہیں اللہ کی مخلوق نے زمام اختیار دے رکھا ہے۔